قدیم و غیر مطبوعہ تذکرہ صوفیہ کا اوّلین اُردو ترجمہ

مرآۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ

۱۰۰۵ھ ——— ۱۰۹۴ھ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج

کپتان واحد بخش سیال

چشتی صابری

قدیم و غیر مطبوعہ تذکرۂ صوفیہ کا اوّلین اردو ترجمہ

مرآۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ

۱۰۰۵ھ ـــــــ ۱۰۹۴ھ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج

کپتان واحد بخش سیال

چشتی صابری

نام کتاب	....	مرآۃ الاسرار
مترجم	....	مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی
	....	اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷
اشاعت	....	محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء
تعداد	....	پانچ صد (۵۰۰)
طباعت	....	حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور
ناشر	....	ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

Rs 300

حسب ارشاد

حضرت شاہ شہید اللہ فریدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ)

سعی و اہتمام

حضرت شاہ سراج علی مدظلہٗ

سنتے جو کچھ سنتے۔ میں نے جو کچھ بیان کیا، میری کتاب بحر المعانی کے شان کے شایان نہیں ابھی تک میں نے حقائق بیان نہیں کئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن کچھ لکھوں گا۔

اے محبوب! جب فرد حقیقت شیخ نصیر الدین محمودؒ کی توجہ سے میرے سلوک میں ترقی ہوئی اور تجلی صفات سے تجلی ذات میں جو مقام فردانیت ہے۔ بشرط مستوری نزول کیا تو میں نے فرد حقیقت کو عالم واقعہ میں دیکھا کہ ذکر خفی کر رہا تھا (یعنی اپنے شیخ کو عالم واقعہ میں دیکھا)، یہ دیکھ کر میں نے آپ کے قدموں پر سر رکھا۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ اے شہباز میدان لاہوت، اے ساکن عالم جبروت اور اے طائر، عالم ملکوت وناسوت! اس کے بعد آپ نے میری آنکھ میں سرمہ لگا کر فرمایا کہ یہ سرمہ نور جمال ذات ہے۔ یہ واقعہ ۷۱۱ھ کا ہے۔ جب رات ہوئی تو میں سفر پر روانہ ہو گیا۔ شہر ختلان سے مصر گیا اور شیخ اوحد سمنانیؒ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اُس وقت قطب عالم وہی تھے انہوں نے بھی بندے کے حق میں وہی کلمات فرمائے جو فرد حقیقت (شیخ نصیر الدین محمودؒ) نے فرمائے تھے۔ انہوں نے اپنے حجرے کے اندر مجھے ایک کونہ عطا فرمایا۔ عشاء کی نماز اُن کے پیچھے ادا کی اور رات کے تین چوتھائی حصے میں ایک ختم قرآن اور تیرہ پارے زائد پڑھے۔ جب میں نے اپنی طرف نظر کی تو دیکھا کہ تمام جسم نور ہو گیا ہے اور عرش اعظم کا محیط ہو گیا ہے اور عرش اعظم میری نظر میں رائی کے دانے۔ کے برابر ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ میرے جسم کے تمام بالوں نے میری صورت اختیار کر لی ہے۔ اُس کے بعد دیکھا کہ افلاک والنفسؔ[1] کے تمام عالم لاکیف ہو گئے ہیں۔ اے محبوب! محو در محو اسی طرح طرفۃ العین (آنکھ جھپکنے کی دیر میں) میں نے تجلیات کے

---

[1] افلاک سے مراد ظاہری دنیا اور انفس سے مراد انسان کے قلب کا عالم ہے۔

ستر ہزار عالم کی سیر کی. اس کے بعد حق تعالیٰ سے بلا واسطہ (یعنی براہِ راست)
کلام سنا. فرمان ہوا. "یا عبدی جلالی حجاب وجمالی انوار وانت بین الجلال
والجمال" (اے میرے بندے میرا جلال حجاب ہے اور میرا جمال انوار ہیں
اور تم جلال اور جمال کے درمیان ہو) کلام کے بعد میں تجلیٔ ذات سے مشرف
ہوا جس کی کیفیت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی. اس کے بعد میں نے
پھر مقام لاہوت کی طرف نزول کیا. جس کا دوسرا نام مقام فردانیت ہے
اے محبوب! تجلیٔ ذات کے بعد سترہ روز شیخ اوحد سمنانیؒ کے حجرہ میں بے
ہوش پڑا رہا. ان سترہ روز میں روزانہ شیخ میرے پاس آکر میری پیشانی پر بوسہ دیتے
تھے. اگر شیخ میرے حال پر مطلع نہ ہوتے تو میرے ساتھی مجھے مردہ سمجھ کر
دفن کر دیتے. اسکے بعد میں عالم صحو (ہوشیاری) میں آیا اور یہ نزول تجلی کی
وجہ سے تھا. اسکے بعد جس طرف نظر کرتا تھا. اپنے ساتھ ایک نور متصل
دیکھتا تھا. اور یہ مقامِ فردانیت میں افاقہ کی صورت ہے جو ساری کائنات
میں بر سبیلِ فتوت فائض ہے اور یہ سب فردِ حقیقت قدس سرہٗ (شیخ
نصیر الدین محمودؒ) کے وجود کی برکت سے تھا. کیونکہ ایک دن سلطان محققین
امیر کبیر جعفر نصیر مکی یعنی اس فقیر کے والد حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کی خدمت
میں بیٹھے تھے. آں حضرت نے فرمایا کہ "امیر جعفر تمہارا لڑکا محمدؒ میدانِ لاہوت
کا شہباز ہوگا. تین سو اسی ۳۸۰ سے زائد اولیاء اقطاب وافراد کا فیض اسکے
اندر اثر کرے گا اور وہ ان نعمتوں سے مشرف ہوگا. اسوقت یہ فقیر شمس الدین
یحییٰ سلطان المشائخ کے خلیفہ کے ہاں تلخیص پڑھتا تھا. الحمد للہ رب العلمین.
اس کتاب میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو کچھ میری زبان اور قلم سے ظاہر ہوتا ہے
زبان دل سے اقتباس کرتی ہے. دل میری روح سے اقتباس کرتا ہے اور میری روح حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی روح سے اقتباس کرتی ہے. روح حضرت علیؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی روح مبارک سے اقتباس کرتی ہے اور نبیؐ کی روح حضرت حق تعالیٰ کے کلام بے حرف

وہ بے صوت سے۔ اے محبوب! جس قدر لکھتا ہوں۔ بیش در بیش اشکال پیدا ہوتے ہیں۔ یقین جانو کہ بحر المعانی کے ان کلمات کے متعلق کئی سال پہلے خضر علیہ السلام مجھ سے سفر و حضر میں سوال کرتے تھے۔ لیکن میں اُن سے بات نہیں کرتا تھا۔ اب بھی وہ دریافت کرتے ہیں تو واللہ میں نہیں بتاتا۔ وجہ یہ ہے کہ ابتدائے حال میں چند سال اس فقیر کو خضر علیہ السلام سے ملنے کی خواہش تھی۔ جب ملاقات ہوئی تو اِن باتوں کے متعلق اس فقیر نے اُن سے دریافت کیا۔ لیکن تسلی بخش جواب نہ ملا۔ آج انہیں بہت خواہش ہے۔ لیکن میں اجتناب کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ اپنی جان کے فکر میں ہیں۔ یعنی نیم جان کی حفاظت کرتے ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ اگر مجھے ایک ایک لحظے میں ہزار جان بھی دیں تو اسے قربان کرنے سے دریغ نہ کروں۔ پس اے محبوب تو بھی جاں نثاری اور جاں سپاری میں کوشاں رہ۔ تاکہ خضر جیسے ہزار آدمی تیرے پیچھے سرگردان پھریں۔

اولیائے اُمتِ محمدیہ کا مقام

اے محبوب! موسیٰ علیہ السلام علم نبوت اور علم ولایت میں کامل تھے۔ لیکن وہ خضرؑ کے تین علوم کے متحمل نہ ہو سکے اور خضر میرے ان کلمات کے پیچھے سرگردان ہے۔ پس اے محبوب! چونکہ موسیٰ علیہ السلام تین اسرارِ الٰہی کے متحمل نہ ہو سکے۔ تم گدائے کوچۂ محمدی ہو۔ اس وجہ سے بحر المعانی کے تمام کلمات کے متحمل ہو گئے ہو۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس زمانے میں ہوتے تو اُن سے کہا جاتا جو کچھ کہا جاتا۔ پس تم اِس نعمت بے پایاں کا شکر ادا کرو اور دعا کرو کہ دقائق المعانی بھی تمہارے لئے تحریر کر سکوں۔ بحر المعانی میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے۔ روز پنج سات۔ ماہ محرم سنہ ۸۲۴ھ چھتیسواں (۳۶) مکتوب لکھ رہا تھا اور اسرار عشق بیان کر رہا تھا۔ جب قلم یہاں پہنچی کہ زیر عنابر و خمار تو میری حالت دیگر گوں ہو گئی اس وقت میں نے سر زانوں پر رکھا۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد قبا (مدینہ منورہ سے چند میل دور ایک مسجد ہے۔ جو سب سے پہلے تیار کی گئی۔ اسی مسجد کے پاس ایک کنواں ہے۔ جس میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مہر نبوت گر گئی تھی) میں تمام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر

قطب عالم شیخ نصیر الدین محمودؒ تک سے کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی زبان میں فرمایا کہ اے فرزند! مئوئے لم یزل ولا یزال بحر المعانی را بیار (اے میرے فرزند لم یزال ولا یزال بحر المعانی لاؤ) میں نے فوراً پینتیس اور چھتیسواں مکتوب جہاں تک لکھ چکا لا کر پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی سرعت سے اُسے فوراً پڑھکر فرمایا الحمد للہ الذی انہملك یا ولدی عالم الاسرار ۔ ثم قال ارشدك اللہ فی زیادۃ علمك (اللہ تعالے کا شکر ہے۔ جس نے اے میرے فرزند تجھے عالم اسرار میں منہمک کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالے تمہیں زیادتی علم میں برکت دے) اور فارسی زبان میں فرمایا۔

"اے یاران این مصنف بحر المعانی مردیست کہ جمیع کلام مجید را معانی حقیقت بیان کند واگر علم روئے زمین ہمیں شستہ شود ویک ورق نماندہ باشد واین شخص قلم بردست گیرد ہمہ علم را از سر نو بنویسد بندۂ فرمان شد کہ اے فرزند مست حضرت لم یزل ولا یزال پیش ازیں اسرار در صحرا منہ کہ امور شریعت در جہاں قصور پذیرد واہلِ شریعت را در خواطر نفور گیرد پس من نیز قبول کردم و بحر المعانی را ہم ازیں مکتوب سی و ششم با تمام رسانیدم"۔

ترجمہ:۔ اے یاران بحر المعانی کا یہ مصنف وہ مرد ہے کہ جو تمام کلام مجید کے معانی حقیقت بیان کرتا ہے اور اگر تمام روئے زمین کا علم دھل جائے اور ایک ورق بھی باقی نہ رہے تو یہ شخص قلم ہاتھ میں لے کر تمام علم کو از سر نو لکھ سکتا ہے اس کے بعد فرمان ہوا کہ اے فرزند مست لم یزل ولا یزال اس کے بعد رموز مست بیان کرو۔ کیونکہ دنیا میں امور شریعت میں خلل واقع ہوتا ہے اور اہل شریعت کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے پس میں نے قبول کیا اور بحر المعانی کو اسی چھتیسویں (۳۶) مکتوب پر ختم کیا۔

اسکے بعد اے محبوب! حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحر المعانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا کی۔ انہوں نے مطالعہ کے بعد حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو دی انہوں نے خواجہ عبد الواحد زیدؒ کو دی۔ اسی طرح تمام مشائخ سلسلہ کے ہاتھوں ہاتھ یہ کتاب قطب عالم حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کے پاس پہنچی۔

غرضیکہ میر سید محمدؒ مکیؒ کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں آپ کے کمالات آپ کی تصانیف سے ظاہر ہیں. آپ کا سنِ وفات نظر نہیں آیا. لیکن اخبار الاخیار میں لکھا ہے آپ کی عمر بہت دراز تھی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد سے لیکر بہلول لودھی کے عہدِ حکومت تک قیدِ حیات میں رہے. آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی یاد رہے کہ سلطان محمد تغلق شاہ نے اپنے والد سلطان غیاث الدین تغلق کے بعد ستائیس سال حکومت کی اور اکیس محرم ۷۵۲ھ کو فوت ہوا. اس کے بعد سلطان فیروز شاہ بن رجب جو اسکے چچا کا لڑکا تھا. ارکان دولت کے اتفاق رائے اور شیخ نصیر الدین محمودؒ کی اجازت سے تخت نشین ہوا اور اڑتیس سال چند ماہ حکومت کر کے اٹھارہ رمضان المبارک ۷۹۰ھ میں فوت ہوا. اس کے بعد سلطان غیاث الدین بن فتح خان بن فیروز شاہ اپنے دادا کی جگہ تخت پر بیٹھا اور چھ ماہ سولہ دن حکومت کرنے کے بعد ۷۹۱ھ میں ملک رکن الدین کے ہاتھوں مارا گیا. اس کے بعد ابابکر شاہ بن ظفر بن فیروز تخت نشین ہوا اور چند روز کے بعد قتل ہو گیا اسکے بعد سلطان محمد بن فیروز شاہ جو اپنے بھتیجے غیاث الدین سے بھاگ کر نگر کوٹ گیا ہوا تھا. ارکان دولت کی رائے سے دہلی کے تخت پر بیٹھا اور پانچ سال چند ماہ حکومت کر کے ۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ میں فوت ہو گیا. اس کے بعد سلطان سکندر بن محمد شاہ سلطان علاؤالدین کے لقب سے اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا. بعض اسے ہمایوں خان کہتے ہیں. ایک ماہ اور اٹھارہ دن حکومت کر کے فوت ہو گیا. اس کے بعد سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد فیروز شاہ تخت نشین ہوا. اس کے عہد میں طوائف الملوکی شروع ہو گئی چنانچہ اس نے چار افسروں کو فوج دے کر مختلف علاقوں کے لئے تعینات کیا. اُسوقت ایک نجومی موجود تھا. اس نے کہا کہ یہ چاروں افسر ایسے اوقات میں رخصت ہوئے کہ چاروں بادشاہ ہو نگے آخر یہی ہوا. خواجہ جہان جسے بادشاہ نے جون پور کی طرف بھیجا تھا. وہاں جاکر باغی ہو گیا اور قنوج سے صوبہ بہار تک سارے علاقے پر قابض ہو گیا. چنانچہ سلاطین شرقیہ کا بانی وہی ہے. دلاور خان غوری کو مالوہ کی طرف بھیجا گیا. وہاں جاکر وہ خود مختار ہو گیا. اسی طرح مظفر خان بھی گجرات پہنچ کر خود بادشاہ بن بیٹھا. خضر خان جسے ملتان بھیجا گیا. والئے ملتان